اعتکاف

معتکف کا ممنوع اوقات میں نوافل پڑھنا

سوال :۔ کیا معتکف نمازِ فجر کے بعد تا طلوعِ آفتاب اور اسی طرح بعد از عصر تا مغرب سنتیں یا نفل ادا کر سکتا ہے ؟

جواب :۔ ان دونوں وقتوں میں نماز منع ہے معتکف اور غیر معتکف اس میں برابر ہیں لیکن سببی نمازیں اختلاف ہے کہ جائز ہے یا نہیں، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ میں اس پر زور دیا ہے کہ سببی نماز جائز ہے۔ جیسے تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء وغیرہ اور ممانعت صرف غیر سببی نمازیں ہے یعنی جس کا کوئی سبب نہ ہو جیسے عام نفل نماز استخارہ اور نمازِ حاجت بھی سببی میں داخل ہے۔ کیونکہ سببی سے مراد جو فی الفور ہوتی ہے۔ البتہ فجر کی سنتوں کے متعلق ابوداؤد وغیرہ میں خاص حدیث آگئی ہے کہ نماز فجر کے بعد اور طلوعِ آفتاب سے قبل درست ہیں۔ البتہ مسجد حرام میں کوئی وقت مکروہ نہیں جب چاہے پڑھے (مشکوٰۃ باب اوقات النہی)

عبداللہ امرتسری روپڑی ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ

معتکف کی بیوی کا اس کو کھانا پکڑانا

سوال :۔ کیا معتکف کی بیوی اس کو کھانا وغیرہ پکڑا سکتی ہے ؟

جواب :۔ ہاں کھانا وغیرہ پکڑا سکتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے آپ کی بیوی حضرت صفیہ رض کسی کام کے لئے آپ کے پاس آئی اور حضرت عائشہ رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کرتی تھی۔ مشکوٰۃ۔ عبداللہ امرتسری روپڑی ۲۹ رمضان ۱۳۸۳ھ

نو آدمی مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں

سوال :۔ ایک مسجد میں نو آدمی کا اعتکاف بیٹھنا ممنوع ہے ؟ رحیم بخش زمیندار ایجنسی سرگودھا

؎ اگر نمازِ استخارہ اور نمازِ حاجت کا وقت تنگ ہو جیسے سفر کرنے کے وقت فی الفور استخارہ کرنا ہو یا ایسے ہی فوری طور پر نمازِ حاجت پڑھنی ہو تو اس صورت میں یہ سببی نمازیں داخل ہو سکتی ہے۔

جواب: ایک سے زیادہ مسجد میں اعتکاف بیٹھنے کا ذکر حدیث میں آگیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض بیویاں اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں، جب تعدد ثابت ہوگئی تو نُو کیا رکاوٹ ہے جس نے ذکر منع کیا ہے شاید اُس نے اس حدیث کی بنا پر کیا ہو جس میں بیویوں کا ایک دوسری کی ضد سے خیمے لگانے کا ذکر ہے۔ آپ نے وہ خیمے اکھڑوا دیے اور بیویاں نو تھیں، اُس نے سمجھ لیا ہو کہ نو کا اعتکاف منع ہے لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ اس حدیث میں منع کی وجہ عدد نہیں بلکہ اُن کی آپس میں ضد ہونے کی وجہ سے ممانعت ہے۔ چنانچہ حدیث میں آلْبِرَّ یُرِدْنَ کے لفظ سے ظاہر ہے۔ یعنی کیا یہ نیکی کا ارادہ کرتی ہیں۔ گویا ان کے ارادہ میں خلل بتایا ہے عدد کو کوئی دخل نہیں پھر کیا پتہ ہے نو نے خیمے لگا لئے تھے یا نو سے کم نے خیمے لگائے تھے۔ کیونکہ حدیث میں نو کے خیمے لگانے کا ذکر نہیں پس نو کی ممانعت کی کوئی وجہ نہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی حال لاہور ماڈل ٹاؤن سی بلاک کوٹھی نمبر ۱۱۹

یکم ذی قعدہ ۱۳۷۲ھ ۱۲ جولائی ۱۹۵۲ء

لیلۃ القدر کی راتوں میں وعظ کا اہتمام

سوال: کیا رمضان المبارک کی شب ہائے لیلۃ القدر میں عہد نبوی یا صحابہ کرام اور زمانہ خیر قرون میں جلسے و واعظ ہوتے تھے۔ اب اگر کوئی شخص شب ہائے لیلۃ القدر میں وعظ و تذکیر کرے تو اس پر کیا حکم ہوگا؟

(سراج دین جودھپوری)

جواب: شب قدر کے وعظ اور رمضان کی تیس دن کی وعظ کے جواز عدم جواز سے پہلے تھوڑی سی تمہید سُن لیں —— جس حیثیت سے کوئی شئے شریعت میں وارد ہوئی ہے اگر اسی سے لی جائے تو جائز ہے۔ اس کا شمار بدعت میں نہیں ہوگا مثلاً —— ایک شخص کسی عالم سے پوچھ کر عمل کرے تو اس پر کسی کو اعتراض نہیں کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (ترجمہ یعنی اگر تمہیں علم نہ ہو تو علم والوں سے پوچھ لو —— نیز حدیث شریف میں ہے اِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ۔ یعنی جہالت کی شفا پوچھنا ہے۔

لیکن اگر کوئی اس میں اتنی بات بڑھائے کہ باوجود اور علماء کے ایک عالم کا مذہب اپنے ذمے لازم کرلے اور جب پوچھے اُسی سے پوچھے تو یہ بدعت اور برا ہوگا اور یہی تقلید ہے جو متنازعہ فیہ ہے۔ اسی بنا پر

عبداللہ بن مسعود رضہ فرماتے ہیں۔

لَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلٰوتِهٖ يَرٰى اَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ يَمِيْنِهٖ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَّسَارِهٖ ۔ متفق علیه (مشکوۃ باب الدعاء فی التشہد ص۸۷)

یعنی کوئی تمہارا اپنی نماز سے شیطان کا کچھ حصہ نہ کرے کہ اپنے اوپر لازم سمجھے کہ دسلام پھیر کر) داہنی طرف ہی پھیروں گا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ بہت دفعہ بائیں طرف بھی پھیرتے تھے

امام جب نماز سے سلام پھیرتا ہے تو اپنے دائیں طرف یا بائیں طرف منہ کر کے بیٹھ جاتا ہے۔ اس کی بابت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک طرف کو معین کر لینا شیطان کا حصہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت دفعہ دوسری طرف بھی پھیرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس حیثیت سے کوئی فعل شرع میں وارد ہو اس سے ذرا ادھر اُدھر نہ ہونا چاہیئے۔ اگر ذرا ادھر اُدھر ہوگا تو وہ بدعت اور شیطان کا حصہ ہو جائے گا۔ کیونکہ بندہ کو شرع میں کوئی دخل نہیں کہ اپنی طرف سے کوئی شے معین کرے یا معین کو عام کرے یا کسی اور طرح سے کمی بیشی کرے بلکہ اس کو لازم ہے کہ ہر حکم اپنے انداز پر رہنے دے اور جس طرح وارد ہوا ہو اسی کو سمجھ کر ادا کرے۔

اس تفصیل سے شب قدر اور رمضان المبارک کے تیس دنوں کے وعظ کی حقیقت بھی واضح ہو گئی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وعظ اور تبلیغ کے لئے کسی رات یا کسی دن کو ہمیشہ کے لئے خاص اور معین نہیں کرنا چاہیئے۔ قرآن وحدیث اور خیر قرون میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ خاص کر جب ایک محل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کام ثابت ہو۔ جیسے رمضان المبارک کی عام راتوں میں عموماً اور لیلۃ القدر میں خصوصاً قیام وغیرہ ثابت ہے تو پھر کسی غیر ثابت شدہ کام کے لئے خاص کرنا خطرہ سے خالی نہیں۔ غور کیجئے عبداللہ بن مسعودؓ دو ثابت شدہ کاموں سے بھی ایک کی تخصیص کرنے کو شیطانی فعل فرماتے ہیں تو غیر ثابت شدہ کی تخصیص کس طرح درست ہو گی؟ ہاں اگر کسی خاص رات یا وقت کی ہمیشہ کے لئے تخصیص نہ ہو بلکہ حسب ضرورت نماز تراویح سے پہلے یا بعد وعظ کیا جائے تو یہ بدعت نہیں ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ثابت ہے۔ چنانچہ احادیث میں آیا ہے کہ آپ نے مسائل اعتکاف وغیرہ کی بابت خطبہ ارشاد فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ بلا تخصیص حسب ضرورت وعظ کرنا جائز ہے۔ جیسے رمضان المبارک میں جس رات

قرآن مجید ختم ہو۔ لوگ دعا میں شرکت اور حصولِ برکت وغیرہ کی نیت سے بکثرت جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ تبلیغ کا عام موقع ہے۔ اگر ایسے موقع پر وعظ و تبلیغ ہو جائے تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ کمی بیشی یا تغیر و تبدل دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک خارج میں، ایک نفسِ حکم میں۔ نفسِ حکم میں تغیر آنے سے بے شک وہ حکم بدعت ہو جائے گا۔ جیسے اوپر تقلید کی مثال اور عبداللہ بن مسعودؓ کے قول سے ظاہر ہے۔ خارج میں تغیر آنے سے وہ حکم بدعت نہیں ہوگا۔ مثلاً ایک جگہ معین تاریخ کو سال بسال عرس ہوتا ہے یا میلہ لگتا ہے۔ اب کوئی مبلغ یا وعظ کی بھی تاریخ معین ہوگی مگر یہ بدعت نہیں کیونکہ یہ تعین خارج سے ہے نفسِ حکم میں نہیں۔ اسی طرح کوئی شخص جمعہ طالب علموں کو کھانا کھلائے تاکہ طالب علموں کے مطالعہ اور سبقوں کا حرج نہ ہو تو یہ بھی نفسِ حکم میں تغیر نہیں۔ اسی طرح ایک ملازم پیشہ شخص کو اتوار کے دن فراغت ہوتی ہے وہ اس دن کو وعظ یا تبلیغ کے لئے مقرر کرے یا اس دن میں قرآن مجید کی منزل زیادہ کرے یا نفل نوافل زیادہ پڑھے تو یہ بھی نفسِ حکم میں تغیر نہیں بلکہ خارج میں تغیر ہے کیونکہ انسان ہمیشہ حسبِ ضرورت اور حسبِ فرصت ہی ایسے کاموں میں زیادہ حصہ لیتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا کرے یا ترغیب دے کہ تم بھی ایسا ہی کرو۔ حالانکہ ان کے لئے سب دن یکساں ہیں۔ تو یہ نفسِ حکم میں تغیر ہے۔ پس یہ بُرا اور بدعت ہوگا۔ کیونکہ جو کام حسبِ موقع یا حسبِ ضرورت یا حسبِ فرصت ہوتا ہے۔ وہ سب کے لئے یکساں نہیں رہتا۔ کیونکہ مواقع بدلتے رہتے ہیں۔ ضرورتیں الگ الگ ہوتی ہیں فرصت کا وقت ایک نہیں ہوتا۔ مثلاً لوگ وعظ کے لئے جلسہ کرتے ہیں تو جیسا جیسا اپنا موقع دیکھتے ہیں تاریخیں مقرر کر لیتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ جو ایک شہر یا گاؤں والوں نے تاریخ مقرر کی ہے وہی دوسرے لوگ کریں بلکہ خود ایک شہر یا ایک گاؤں والے کسی سال کوئی تاریخ رکھ دیتے ہیں اور کسی سال کوئی۔ پھر بعض کچھ کم و بیش مدت میں کر لیتے ہیں کیونکہ جیسا موقع دیکھتے ہیں ویسا کر لیتے ہیں۔ سب کے لئے ایک صورت معین نہیں ہو سکتی دیکھئے! ابن عباس فرماتے ہیں ہر جمعہ میں ایک مرتبہ لوگوں کو حدیثیں سنایا کر۔ اگر تیرا زیادہ خیال ہو، تو دو مرتبہ۔ اگر اس سے بھی زیادہ خیال ہو تو تین مرتبہ اور اس قرآن سے لوگوں کو سست نہ کر۔ اور کوئی قوم اپنی ضروری بات چیت میں ہو تو اُن کی بات کاٹ کر وعظ شروع نہ کر۔ اس سے وہ سست ہو جائیں گے۔ لیکن چپ رہ، جب وہ تجھے کہیں اُس وقت ان کو حدیثیں سُنا۔ اس وقت تیرا اُن کو حدیثیں سُنانا ان کے شوق کی حالت میں ہوگا۔ دُعا کے وقت وزن دار کلمات بنا کر دُعا مانگنے سے بچ۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے؛ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ کتاب العلم فصل ۳، نیز مشکوٰۃ میں

ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ جمعرات جمعرات وعظ کیا کرتے تھے (ملاحظہ ہو مشکوٰۃ باب العلم فصل ۳ صفحہ ۲۵) اور حضرت ابوہریرہؓ ہر جمعہ کو منبر کے پاس کھڑے ہو کر حدیثیں سناتے۔ جب امام نکلتا تو بیٹھ جاتے۔ ملاحظہ ہو مستدرک حاکم جلد اول صفحہ ۱۰۸ اور ابن عباسؓ جمعہ کے بعد اپنی خالہ میمونہؓ کی وفات کے موقعہ پر ان کے گھر میں لوگوں کو مسائل بتلانے کے لئے بیٹھے، ملاحظہ ہو مسند احمد جلد اول صفحہ ۲۶۲۔ سو اس طریق سے جیسا کوئی اپنا موقعہ دیکھتا۔ کام کرتا۔ اہل بدعت کی طرح نہیں کہ ہمیشہ میت کے تیسرے، ساتویں، دسویں، دن کو روٹی کے لئے مقرر کر لیں یا چالیس دن روٹی دیں یا ششماہی سالانہ حساب رکھیں یا اس قسم کا کوئی اور تعین کریں جو تقلید کی طرح سب کے لئے یکساں قرار دیا جائے۔ یہ سراسر دین میں تصرف اور حکم میں تغیر ہے اور اس کے بدعت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بدعت سے محفوظ رکھے (آمین) عبداللہ امرتسری روپڑی

حج کا بیان

حج سے حقوق العباد کی معافی

سوال: آپ نے حرم میں وعظ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں باری تعالیٰ سے عرض کی تھی کہ جو اشخاص حج کے لئے آئے ہیں یا اللہ ان سب کو بخش دے مولا کریم نے فرمایا کہ اے حبیب میں نے سب کو بخش دیا ماسوائے ناحق قاتل، مغاص اور کسی کا ناحق مال کھانے والا ..... ان تینوں کے لئے مزدلفہ میں دعا کی ہے کہ مولیٰ کریم! تیرے دربار میں کس چیز کی کمی ہے تو ایسے گنہگاروں کو بھی بخش دے تو حضورؐ کو یہ جواب ملا کہ اے حبیب، میں نے ان کو بخش دیا۔ مزید آپ نے یہ فرمایا تھا کہ یہ پورے طور پر کہنا واضح کرنا باقی ہے کہ یہ بخشش صرف ان حاجیوں کے لئے ہی تھی یا تاقیامت حج پر جانے والوں کے لئے بھی ہے پھر آپ نے فرمایا تھا کہ یہ امر فیصلہ شدہ ہے کہ قیامت تک کے حاجیوں کے لئے بھی یہی بخشش ہے۔

آپ کا یہ وعظ واپس آ کر ایک دو جگہ کیا۔ مگر ایک مولوی صاحب نے اس کا انکار کر دیا ہے کیا ان کا انکار صحیح ہے یا نہیں۔ (فتح علی خان از فیروز پور)